

انسان کی گمراہی کے اسباب / غرور و تکبر (3)

﴿تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الأرض ولا فساداً والعاقبة للمتقين﴾ (التقصص: ۸۳) ”(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور اچھا انجام پر بہیز گاروں کے لیے ہے۔“

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت میں لفظ ”علو“ کا مطلب ہے ظلم و زیادتی۔ لوگوں سے اپنے آپ کو بڑا اور برتر سمجھنا اور یاد رکھنا، تکبر اور غرور کرنا اور فساد کے معنی ہیں ناحق لوگوں کا مال چھیننا یا نافرمانیوں کا ارتکاب کرنا کہ ان دونوں باتوں سے زمین میں فساد پھیلتا ہے۔ فرمایا کہ متقین کا عمل و اخلاق ان برائیوں اور کوتاہیوں سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ تکبر کے بجائے ان کے اندر تواضع، فروتنی اور معصیت کیشی کے بجائے اطاعت کیشی ہوتی ہے اور آخرت کا گھر یعنی جنت اور حسن انجام انہی کے حصہ میں آئے گا۔ قارئین کرام! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ قوموں کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک سبب حق کے سامنے ان کا غرور اور تکبر بھی تھا۔ قرآن مجید میں اس سبب ضلالت کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ ان کا اپنا غرور رکھی ہوئے جو قبول حق میں مانع ہو رہا تھا اور ان بہت سے علمبرداران ضلالت کی گمراہی کے اصل سبب سے بھی وہ واقف ہو جائیں جو ان کے اندر اپنے زمانے میں یا ان سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں حق کا راستہ روکنے والے تھے۔ مثال کے طور پر سورۃ المؤمن میں یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا تو اسی کے اہل دربار میں سے ایک حق پسند آدمی نے بڑے درد مندانہ اور خیر خواہانہ انداز میں نہایت مدلل طریقے سے اس کو سمجھانے اور غلط رویہ چھوڑ کر راست روی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ مگر اس نے ان باتوں کا کوئی اثر نہ لیا اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ﴿كذلك يطعمهم الله على كل قلب متكبر جبار﴾ (۳۵) ”اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک معزور اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ یعنی تکبر اور جباریت کی ہوا جس دل میں بھر جاتی ہے پھر اس کے دروازے ہر کلمہ نصیحت اور ہر قول حق کے لیے بند ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر اس پر لعنت کی ایسی مہر لگا دیتا ہے کہ خواہ کوئی اسے راہ راست پر لانے کی کتنی ہی کوشش کرے وہ کسی طرح سیدھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے ﴿قال رب انى دعوت قومى ليلا ونهارا فلم يزددهم دعاءى الا فرارا وانى كلما دعوتهم لتغفر لهم جعلوا اصابعهم فى آذانهم واستغشوا ثيابهم واصروا واستكبروا استكباراً﴾ (۵-۶-۷) ”اے میرے رب میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز (راہ حق کی طرف آنے کے لیے) پکارا۔ مگر میری پکار نے ان کے فرار میں اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو دعوت دی تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیں اور اپنے کپڑوں سے منڈھا تک لیے اور اپنی روش پراٹھ گئے اور بڑا تکبر کیا۔“

سورۃ مدثر میں خود مکہ کے ایک سردار کا کردار پیش کیا گیا جس نے قریش کے سرداروں سے صاف صاف کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تم الزامات لگاتے ہو وہ سب جھوٹے ہیں اور قرآن ایک ایسا کلام ہے جس میں بڑی حلاوت ہے اس کی جزبڑی گہری ہے اور اس کی ڈالیاں بڑی شروار ہیں۔ مگر جب اس کے سامنے یہ سوال آیا کہ اس رسول اور اس کلام کو حق مان کر اپنی سرداری کھو بیٹھوں یا اس پر جو الزام لگا کر اپنی سرداری بچا لوں تو اس نے دوسری چیز کو ترجیح دی اور اپنے ضمیر سے لڑکر آخر کار ایک الزام گھڑ ڈالا جسے اس کا دل خود جانتا تھا کہ وہ محض اپنی بڑائی قائم رکھنے کے لیے ایک صریح جھوٹ گھڑ رہا ہے۔ قرآن حکیم نے اس کی یہ تصویر پیش کر کے اسے بالکل بے نقاب کر دیا اور چونکہ وہ فکرو و قدر و فتنل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عيس و بسر ثم ادبر واستكبر ﴿ (۲۲ تا ۱۸) اس نے سوچا اور کچھ بات بتانے کی کوشش کی تو خدا کی مار اس پر۔ کیسے بات بنانے کی کوشش کی۔ ہاں خدا کی مار اس پر۔ کیسی بات، بتانے کی کوشش کی پھر لوگوں کی طرف دیکھا پھر پشیمانی سکیزی اور منہ بنایا گھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غرور اور تکبر سے بچائے اور حق کے سامنے جھٹک جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

علم کی فضیلت

((عن ابى امامة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال فضل العالم على العابد كفضل على ادناكم ثم قال رسول الله ﷺ ان الله وملائكته واهل السماوات والارض حتى النملة فى جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلمى الناس الخير (رواه الترمذى وقال حديث حسن (ابواب العلم) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق حتیٰ کہ چوٹی اپنے بل میں اور پھٹی تک (پانی میں) لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں عالم سے مراد قرآن و حدیث کا عالم جو فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم و تعلم اور درس و تدریس میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادت الہی میں گزارتا ہے۔ اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے جبکہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا ہے۔ اس لیے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اسی فضیلت کی بناء پر اللہ تعالیٰ علماء دین پر رحمت بھیجتا ہے۔ جبکہ فرشتے اور دیگر مخلوقات ان کے حق میں دعائے مغفرت اور خیر کی دعائیں کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له طريقاً الى الجنة) ”جو شخص علم (دین) کی تلاش میں کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طلب علم کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ((قال رسول الله ﷺ امن خرج فى طلب العلم كان فى سبيل الله حق يرجع)) (ترمذی ابواب العلم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو واپس آنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہوگا۔ لیکن یہ فضیلت ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ وہ یہ ہے کہ طالب علم / علم کی جستجو اور طلب صرف اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ وگرنہ یہ علم وبال جان بن جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من تعلم علماً مما يتقى به وجه الله عز وجل لا يتعلمه الا ليصيب عرضاً من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة) یعنی ریحھا (ابوداؤد کتاب العلم) کہ جو شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضامندی طلب کی جاتی ہے اس لیے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔“

مذکورہ بالا احادیث سے جہاں علم کی فضیلت اور علماء کا مقام معلوم ہوتا ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ مقام تب ہی حاصل ہوگا جب اس علم کا حصول اور درس و تدریس اور تعلیم و تعلم صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ لہذا نئے تعلیمی سال کے آغاز پر اساتذہ کرام اور طلباء و عظام کو اللہ رب العزت سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں صرف اور صرف اپنی خوشنودی اور رضا کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔